Allama Iqbal Open University AIOU BS Islamic Studies solved assignments no 1 Autumn 2025 Code 1913 Economic System of Islam

سوال نمبر *1*۔ اجیروں کے حقوق کے تحفظ کے لیے اسلامی حکومت کی ذمہ داریاں بیان کیجیے۔

اسلامی نظامِ حکومت کا بنیادی مقصد عدل و انصاف کا قیام، معاشرتی مساوات، اور انسانی حقوق کا تحفظ ہے۔ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو زندگی کے ہر پہلو کے لیے اصول و ضوابط مہیا کرتا ہے۔ اسی طرح اسلام نے **اجیر** یعنی مزدور یا ملازم کے حقوق کے تحفظ پر بھی خاص زور دیا ہے۔ اسلامی حکومت پر لازم ہے کہ وہ نہ صرف اجیروں کے حقوق کی نگہبانی کرے بلکہ ایسے حالات فراہم کرے جن میں کسی قسم کا ظلم، استحصال، یا ناانصافی نہ ہو۔ ذیل میں اسلامی حکومت کی اجیروں کے حقوق کے حوالے سے بنیادی ذمہ داریوں کو تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے۔

1. اجرت کی بروقت ادائیگی

اسلامی تعلیمات میں مزدور کی اجرت بروقت ادا کرنے کا حکم نہایت زور دے کر دیا گیا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"مزدور کی مزدوری اس کے پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو۔"

(ابن ماجہ)

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام مزدور کے مالی حق کے تحفظ کے لیے انتہائی حساس ہے۔ اسلامی حکومت پر لازم ہے کہ وہ ایسے قوانین وضع کرے جو **مزدوری کی بروقت ادائیگی** کو یقینی بنائیں۔

اس ضمن میں:

- حکومت کو کمپنیوں، کارخانوں اور اداروں پر **اجرتی شفافیت** کے اصول نافذ کرنے چاہییں۔

- اگر کوئی مالک اجیر کو اجرت دینے میں تاخیر کرے تو حکومت کو **احتسابی کارروائی** کرنی چاہیے۔

- حکومت کے زیر نگرانی محنت کش عدالتیں *(Labour Courts)* قائم ہونی چاہییں تاکہ مزدور کا مقدمہ فوری طور پر نمٹایا جا سکے۔

---

2. اجیر کے ساتھ عزت و احترام کا سلوک

اسلام میں تمام انسان برابر ہیں۔ قرآن مجید فرماتا ہے:

"يٰأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ"

(الحجرات: 13)

اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ **طبقاتی امتیاز** کے خاتمے کے لیے اقدامات کرے تاکہ اجیر اور آجر کے درمیان مساوات کا رشتہ قائم رہے۔

- مزدوروں کے ساتھ **احترام، عدل** اور **نرم مزاجی** کا رویہ اختیار کرنے کی تلقین کی جائے۔

- کسی بھی صورت میں انہیں **تحقیر، بدسلوکی یا استحصال** کا نشانہ نہ بنایا جائے۔

- حکومت ایسے ضوابط مرتب کرے کہ کسی بھی محنت کش کے ساتھ **امتیازی سلوک یا ظلم** نہ ہو۔

---

3. اجیروں کے کام کے اوقات اور آرام کا حق

اسلامی اصولوں کے مطابق مزدور انسان ہے، مشین نہیں۔ اس لیے اس کے جسمانی و ذہنی آرام کا حق بھی تسلیم کیا گیا ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

"تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے۔" (بخاری)

اسلامی حکومت کو چاہیے کہ وہ ایسے قوانین مرتب کرے جن میں:

- کام کے **اوقات کار *(working hours)*** منصفانہ ہوں۔

- مزدوروں کو **ہفتہ وار یا روزانہ آرام کا وقفہ** دیا جائے۔

- **زائد اوقات کار *(overtime)*** کی صورت میں مناسب معاوضہ فراہم کیا جائے۔

- **خواتین اور کم عمر بچوں** کے لیے خاص طور پر محفوظ اور کم بوجھ والے کام مقرر کیے جائیں۔

اس سے نہ صرف مزدوروں کی صحت برقرار رہتی ہے بلکہ ان کی **کارکردگی اور اعتماد** میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

---

4. اجیروں کی اجرت کا تعین عدل و انصاف سے کرنا

اسلامی حکومت پر لازم ہے کہ وہ **اجرتوں کا تعین** ایسے اصولوں کے مطابق کرے جو عدل و انصاف پر مبنی ہوں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"اور ناپ تول میں کمی نہ کرو۔" (الرحمن: 9)

یہ اصول اجرت کے نظام پر بھی لاگو ہوتا ہے۔

- حکومت کو **کم از کم اجرت *(Minimum Wage)*** کا تعین اس طرح کرنا چاہیے کہ مزدور اپنی بنیادی ضروریات آسانی سے پوری کر سکے۔

- اجرت میں **مہنگائی، مہارت اور تجربے** کو مدنظر رکھا جائے۔

- کوئی مالک کم اجرت دے کر مزدور کا حق نہ دبائے۔

اسلامی نظام میں اجرت کا تعین صرف اقتصادی بنیادوں پر نہیں بلکہ **اخلاقی و انسانی اقدار** پر کیا جاتا ہے۔

5. اجیروں کے لیے فلاحی سہولیات کا انتظام

اسلامی حکومت صرف اجرت کی ادائیگی پر قانع نہیں رہتی بلکہ مزدوروں کی **فلاح و بہبود** کے لیے جامع اقدامات کرنا بھی اس کی ذمہ داری ہے۔

- حکومت کو مزدوروں کے لیے **طبی سہولیات، رہائش، تعلیم، اور معاشی تحفظ** کے منصوبے فراہم کرنے چاہییں۔

- **سوشل سیکیورٹی** کے تحت بیمار، زخمی یا ریٹائرڈ مزدوروں کے لیے خصوصی فنڈز تشکیل دیے جائیں۔

- حکومت کو چاہیے کہ وہ مزدوروں کے بچوں کے لیے **تعلیمی وظائف** اور ان کے اہل خانہ کے لیے **بنیادی ضروریات کی فراہمی** کو یقینی بنائے۔

یہ تمام اقدامات مزدور طبقے میں اطمینان، خوشحالی، اور وفاداری کے جذبات پیدا کرتے ہیں۔

---

6. استحصال کی روک تھام

اسلامی حکومت پر لازم ہے کہ وہ **آجر و اجیر کے تعلقات** کی نگرانی کرے تاکہ کوئی بھی فریق دوسرے کا استحصال نہ کرے۔

- اسلام ہر قسم کے ظلم، رشوت، دھوکہ دہی اور زیادتی کو سختی سے منع کرتا ہے۔

- حکومت کو **لیبر قوانین** نافذ کرنے اور ان پر عمل درآمد یقینی بنانے کے لیے **انسپیکشن ٹیمیں** مقرر کرنی چاہییں۔

- اگر کوئی آجر اپنے ملازمین پر دباؤ ڈالے یا انہیں جبراً کم معاوضہ پر کام کروائے، تو حکومت کو مداخلت کرنی چاہیے۔

اسلامی نظام میں استحصال کے خاتمے کے بغیر سماجی عدل ممکن نہیں۔

---

7. خواتین اجیروں کے تحفظ کی ذمہ داری

اسلام خواتین کو **عزت، احترام، اور تحفظ** عطا کرتا ہے۔ لہٰذا اسلامی حکومت پر فرض ہے کہ وہ خواتین مزدوروں کے لیے مخصوص ضوابط وضع کرے۔

- کام کی جگہ پر **تحفظ، عزت اور مساوی اجرت** کی ضمانت فراہم کرے۔
- **ماں بننے والی خواتین** کے لیے زچگی کی رخصت، طبی سہولتیں، اور مناسب مالی امداد فراہم کی جائے۔
- خواتین کو ایسے کام دیے جائیں جو **ان کی فطرت کے مطابق** ہوں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"اور عورتوں کے لیے وہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے لیے،
انصاف کے ساتھ" *(البقرہ: 228)*

یہ آیت اسلامی مساوات کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔

---

8. اجیروں کے تنازعات کے حل کے لیے عدالتی نظام

اسلامی حکومت کی ایک اہم ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ **اجیروں اور آجروں کے درمیان تنازعات** کے حل کے لیے مؤثر نظام فراہم کرے۔

- مزدور عدالتیں قائم کی جائیں جہاں مقدمات جلد از جلد نمٹائے جائیں۔
- فیصلے **عدل، شرعی اصولوں، اور انسانی ہمدردی** کی بنیاد پر کیے جائیں۔
- کسی بھی فریق کے ساتھ **جانبداری یا ظلم** نہ کیا جائے۔

اسلام کا عدالتی نظام اس بات پر زور دیتا ہے کہ ہر مظلوم کو اس کا حق بلا تاخیر ملے۔

---

9. تربیت اور پیشہ ورانہ ترقی کے مواقع

اسلامی حکومت کی ایک اہم ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ اجیروں کو **پیشہ ورانہ تربیت** کے مواقع فراہم کرے تاکہ وہ اپنی صلاحیتوں میں اضافہ کر سکیں۔

- مختلف پیشہ ورانہ ادارے قائم کیے جائیں۔
- مزدوروں کو جدید ٹیکنالوجی اور صنعتوں سے آگاہی دی جائے۔
- تعلیم اور تربیت کے ذریعے ان کے لیے ترقی کے راستے کھولے جائیں۔

یہ اقدام نہ صرف مزدور کی **معاشی حالت بہتر** کرتے ہیں بلکہ ملکی **پیداوار اور ترقی** میں بھی اضافہ کرتے ہیں۔

10. اسلامی حکومت کی نگرانی اور جوابدہی

اسلامی ریاست کا سربراہ (خلیفہ یا حاکم) **خادمِ عوام** ہوتا ہے، نہ کہ حاکمِ مطلق۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

> "تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔" (بخاری و مسلم)

لہٰذا حکومت کو اپنے تمام اقتصادی، سماجی، اور عدالتی اقدامات میں **اجیروں کے حقوق** کی حفاظت کو ترجیح دینی چاہیے۔

- اگر کسی ادارے یا فرد کی جانب سے مزدوروں کے حقوق پامال ہوں تو حکومت کو **براہ راست مداخلت** کرنی چاہیے۔

- حکومت کے تمام عہدیداروں کو یہ احساس ہونا چاہیے کہ وہ **اللہ کے سامنے جوابدہ** ہیں۔

11. اسلامی فلاحی ریاست کی مثال

خلفائے راشدین کے ادوار میں اسلامی حکومتوں نے اجیروں کے حقوق کے تحفظ کے کئی عملی نمونے پیش کیے۔

- حضرت عمر بن الخطابؓ نے فرمایا:

"اگر فرات کے کنارے ایک کتا بھی بھوکا مر گیا تو عمر سے باز پرس ہوگی۔"

یہ بیان اس بات کی دلیل ہے کہ اسلامی حکومت مزدور تو کجا، تمام مخلوقات کے حقوق کی حفاظت کی ذمہ دار ہے۔

- بیت المال سے کمزور اور بوڑھے مزدوروں کے لیے **وظائف** مقرر کیے گئے۔

- مزدوروں کے بچوں کے لیے **تعلیمی مدد** فراہم کی گئی۔

یہ عملی مثالیں آج کی اسلامی ریاستوں کے لیے راہنمائی کا درجہ رکھتی ہیں۔

نتیجہ

اسلامی حکومت پر اجیروں کے حقوق کی حفاظت ایک **شرعی، اخلاقی اور سماجی فریضہ** ہے۔ اسلام کا مقصد ایک ایسا معاشرہ قائم کرنا ہے جہاں مزدور کو اس کا پورا حق عزت، مساوات، اور بروقت دیا جائے۔ اگر حکومت اپنے فرائض عدل، امانت، اور انصاف کے اصولوں پر ادا کرے تو معاشرے میں **امن، خوشحالی، اور اعتماد** کی فضا پیدا ہوگی۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق ریاست کا فریضہ صرف حکمرانی نہیں بلکہ **خدمتِ خلق اور عدلِ اجتماعی** کا قیام ہے، اور اجیر کے حقوق کا تحفظ اسی عدل کا بنیادی ستون ہے۔

سوال نمبر 2: زمین کی ملکیت کے باب میں اسلامی نقطۂ نظر پر جامع نوٹ قلم بند کیجیے۔

اسلام ایک جامع اور مکمل ضابطۂ حیات ہے جو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو منظم کرنے کے لیے اصول و ضوابط فراہم کرتا ہے۔ زمین، جو انسانی بقا اور معیشت کا بنیادی ذریعہ ہے، اسلام میں نہ صرف معاشی اہمیت رکھتی ہے بلکہ اس کی ملکیت، استعمال اور تقسیم کے حوالے سے اخلاقی، سماجی اور قانونی پہلوؤں کو بھی واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اسلام میں زمین کو **اللہ تعالیٰ کی امانت** قرار دیا گیا ہے اور انسان کو اس کا **عارضی نائب (خلیفہ)** قرار دیا گیا ہے جو اس زمین کو عدل و انصاف کے ساتھ استعمال کرنے کا پابند ہے۔ ذیل میں اسلامی نقطۂ نظر سے زمین کی ملکیت کے مختلف پہلوؤں پر تفصیلی روشنی ڈالی جاتی ہے۔

---

1. زمین کی ملکیت کا بنیادی اسلامی تصور

اسلامی تعلیمات کے مطابق **زمین دراصل اللہ تعالیٰ کی ملکیت** ہے۔ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا فِيهِنَّ"

(المائدہ: 120)

ترجمہ: *"آسمانوں اور زمین اور ان میں جو کچھ ہے سب اللہ ہی کا ہے۔"*

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ زمین کی حقیقی ملکیت اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ البتہ **انسان کو اس زمین کا نائب** اور **عارضی مالک** بنایا گیا ہے تاکہ وہ اسے اللہ کی مقرر کردہ حدود میں رہ کر استعمال کرے۔ اس لیے اسلامی نقطہ نظر میں زمین کی ملکیت **مطلق نہیں بلکہ محدود اور مشروط** ہوتی ہے۔

---

2. انسان کا زمین پر حقِ انتفاع (حقِ استعمال)

اسلام میں زمین کے حوالے سے انسان کو جو حق دیا گیا ہے وہ **ملکیتِ حقیقی نہیں بلکہ حقِ انتفاع** *(Right of Use)* ہے۔

یعنی انسان زمین کو اپنی محنت، کاشت، تعمیر یا آبادکاری کے ذریعے استعمال کرسکتا ہے مگر اس کا مالک مطلق نہیں بن سکتا۔

- اگر کوئی شخص زمین کو **آباد کرتا ہے**، تو اسے اس کے استعمال کا حق دیا جاتا ہے۔

- لیکن اگر وہ زمین کو **بے آباد** چھوڑ دے، تو حکومت یا بیت المال کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ اس زمین کو کسی دوسرے ضرورت مند کو دے دے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"جس نے کسی بے آباد زمین کو آباد کیا، وہ اس کا زیادہ حق دار ہے۔" *(بخاری)*

یہ حدیث اسلامی معاشی اصول کی بنیاد فراہم کرتی ہے کہ **زمین کا حق صرف اسی کو ہے جو اسے آباد کرے اور اس سے فائدہ اٹھائے۔**

---

3. زمین کی ملکیت کی اقسام *(Types of Land Ownership in Islam)*

اسلام میں زمین کی ملکیت کو مختلف بنیادوں پر تقسیم کیا گیا ہے تاکہ انصاف اور سماجی توازن برقرار رہے۔ ذیل میں اہم اقسام بیان کی جاتی ہیں:

الف) نجی ملکیت *(Private Ownership)*

اسلامی قانون کے مطابق کوئی شخص زمین کا مالک بن سکتا ہے اگر:

- اس نے زمین کو خود آباد کیا ہو *(احیاء الموات)*۔
- حکومت نے اسے بطور انعام یا عطیہ *(عطیۂ اراضی)* دیا ہو۔
- یا اس نے اسے کسی سے خرید کر حاصل کیا ہو۔

لیکن اس ملکیت کے باوجود وہ زمین **اللہ کی مقرر کردہ حدود** کے اندر رہ کر ہی استعمال کر سکتا ہے۔

اگر وہ زمین کو **غیر پیداواری** یا **غیر مفید** چھوڑ دیتا ہے، تو حکومت کو حق حاصل ہے کہ وہ اسے **واپس لے کر کسی محنتی شخص کو دے دے۔**

ب) سرکاری یا عوامی زمین *(State or Public Land)*

کچھ زمینیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں **بیت المال** کے تحت رکھا جاتا ہے۔

ان زمینوں کی ملکیت حکومت یا عوامی ادارے کے پاس ہوتی ہے تاکہ ان سے حاصل ہونے والے وسائل سے عوام کی فلاح و بہبود کے کام کیے جا سکیں۔

مثلاً:

- معدنیات کی زمینیں
- چراگاہیں
- نہری زمینیں
- جنگلات
- وہ زمینیں جو فتح کے نتیجے میں حاصل ہوں

حضرت عمرؓ نے عراق کی مفتوحہ زمینوں کو عوامی ملکیت میں رکھ کر **کرایہ (خراج)** کی صورت میں ان سے فائدہ حاصل کیا۔ اس فیصلے کو خلفائے راشدین کے عدل و بصیرت کی عظیم مثال سمجھا جاتا ہے۔

ج) اوقاف کی زمین *(Waqf Lands)*

وقف اسلامی معاشی نظام کا ایک اہم ادارہ ہے۔ اگر کوئی شخص زمین کو اللہ کی راہ میں وقف کر دیتا ہے تو وہ زمین ہمیشہ کے لیے **اللہ کی ملکیت** قرار پاتی ہے اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی **فلاحی و مذہبی** مقاصد کے لیے استعمال ہوتی ہے۔

مثلاً:

- مدارس، مساجد، یتیم خانے، اسپتال وغیرہ کے لیے وقف زمینیں۔

اس نظام سے **معاشرتی انصاف، غربت میں کمی، اور عوامی فلاح** کے مواقع پیدا ہوتے ہیں۔

د) مشترکہ زمین *(Collective Ownership)*

اسلامی اصول کے مطابق بعض زمینیں **اجتماعی ملکیت** میں ہوتی ہیں جن سے سب کو برابر کا فائدہ حاصل کرنے کا حق ہوتا ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

"لوگ تین چیزوں میں شریک ہیں: پانی، آگ، اور چراگاہ." (ابو داود)

یہ اصول آج کے دور میں **پبلک پراپرٹی** *(Public Property)* کے تصور کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

---

4. زمین کے حصول کے اسلامی طریقے

اسلام میں زمین حاصل کرنے کے چند جائز طریقے درج ذیل ہیں:

1. احیاء الموات *(Abandoned Land Revival)*

یعنی غیر آباد زمین کو محنت سے آباد کرنا۔

اگر کوئی شخص بنجر زمین کو زرخیز بنا دیتا ہے تو وہ اس کا جائز

حق دار ہوتا ہے۔

2. عطیہ یا تقسیمِ اراضی (Grant or Allocation by the State)

اسلامی حکومت کسی محنتی یا مستحق شخص کو زمین بطور عطیہ دے سکتی ہے۔

لیکن یہ عطیہ **عارضی حق** ہوتا ہے جو اس وقت تک برقرار رہتا ہے جب تک زمین آباد اور پیداواری رہے۔

3. خرید و فروخت کے ذریعے (Through Trade or Purchase)

اگر کوئی شخص کسی دوسرے مالک سے زمین خریدتا ہے، تو وہ اس زمین کا جائز مالک بن جاتا ہے۔

لیکن اسلام اس پر زور دیتا ہے کہ خرید و فروخت **عدل، شفافیت، اور رضامندی** کے اصولوں پر مبنی ہو۔

4. وراثت (Inheritance)

اگر کوئی شخص زمین کا مالک ہو تو اس کے انتقال کے بعد زمین اس

کے ورثا میں **شرعی اصولوں کے مطابق تقسیم** ہوتی ہے۔

قرآن نے وراثت کے اصولوں کو نہایت واضح طور پر بیان کیا ہے تاکہ ناانصافی نہ ہو۔

---

5. زمین کے استعمال کے اصول *(Islamic Ethics of Land Use)*

اسلام زمین کے استعمال میں **اعتدال، عدل، اور فلاح عامہ** پر زور دیتا ہے۔

- زمین کو **بے آباد یا غیر پیداواری** چھوڑنا ممنوع ہے۔

- زمین کو **زرعی، رہائشی یا صنعتی** مفاد کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے، مگر **ماحولیاتی یا انسانی نقصان** کا باعث نہیں بننا چاہیے۔

- قرآن میں ارشاد ہے:

"اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ جب کہ وہ درست کی جا چکی ہو."

(الاعراف: 56)

اسلام میں زمین کا مالک اس وقت تک جائز حق دار رہتا ہے جب تک وہ **زمین کی اصلاح اور پیداوار** میں مصروف رہے۔

---

6. زمین پر ٹیکس یا خراج کا نظام

اسلامی حکومت زمین سے حاصل ہونے والی آمدنی پر **عدل و انصاف کے ساتھ محصولات** عائد کر سکتی ہے۔

ان میں سب سے اہم درج ذیل ہیں:

الف) عشر *(Ushr)*

یہ زرعی پیداوار پر لاگو ہونے والا زکوٰۃ نما محصول ہے۔

- اگر زمین **قدرتی پانی *(بارش یا ندی)*** سے سیراب ہوتی ہے تو اس پر **پیداوار کا *10*٪ عشر** دیا جاتا ہے۔

- اگر زمین کو **مشقت سے سیراب کیا جاتا ہے** *(*جیسے کنواں، ٹیوب ویل وغیرہ*)*، تو ***5***٪ عشر عائد ہوتا ہے۔

ب) خراج *(Land Tax)*

خراج اس زمین پر عائد کیا جاتا ہے جو **غیر مسلم رعایا** سے حاصل کی گئی ہو۔

یہ ٹیکس زمین کے رقبے، زرخیزی، اور پیداوار کی بنیاد پر مقرر کیا جاتا ہے۔

حضرت عمرؓ نے عراق و شام میں زمینوں پر خراج کا نظام قائم کر کے **عدل و توازن پر مبنی مالی پالیسی** وضع کی تھی۔

---

7. زمین کی غیر منصفانہ تقسیم کی ممانعت

اسلام زمین کے معاملے میں **سرمایہ دارانہ یا جاگیردارانہ نظام** کو قبول نہیں کرتا۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص زمین کو بغیر آباد کیے چھوڑ دیتا ہے، اسے کسی دوسرے کو دے دیا جائے جو اسے آباد کرے۔" (ابو داود)

اسلام میں زمین **ذاتی مفاد کے لیے ذخیرہ** کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔

یہ عمل **استحصال** اور **معاشی ناہمواری** کو جنم دیتا ہے، جو اسلام کے اصول عدل کے خلاف ہے۔

اسلامی ریاست کو چاہیے کہ:

- زمین کی **منصفانہ تقسیم** کو یقینی بنائے۔
- **بے زمین طبقے** کو زمین کے استعمال کے مواقع فراہم کرے۔

- **جاگیرداری اور اجارہ داری** کے نظام کو ختم کرے۔

---

8. زمین کی اصلاحات کا اسلامی تصور

اسلامی نظریۂ زمین کی بنیاد **عدل اجتماعی** پر ہے۔ لہٰذا اگر معاشرے میں زمین کی ملکیت چند ہاتھوں میں مرتکز ہو جائے تو حکومت کو اصلاحات نافذ کرنے کا اختیار ہے۔

مثلاً:

- خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے دور میں **ظالمانہ قبضے کی زمینیں** واپس کروائیں۔

- بیت المال کے ذریعے **ضرورت مندوں کو زمین** فراہم کی گئی۔

اسلامی حکومت کے لیے ضروری ہے کہ زمین کو ایک **فلاحی اور معاشرتی ذمہ داری** کے طور پر دیکھا جائے نہ کہ محض دولت حاصل کرنے کے ذریعہ کے طور پر۔

---

9. زمین کی ملکیت اور ماحولیاتی توازن

اسلام زمین کو **اللہ کی امانت** قرار دیتا ہے۔ لہٰذا زمین کی حفاظت اور ماحولیاتی توازن برقرار رکھنا بھی انسانی ذمہ داری ہے۔

- زمین پر **فضول تعمیرات، آلودگی، درختوں کی کٹائی، یا زہریلے مواد کا اخراج** حرام کے قریب قرار دیا گیا ہے۔

- قرآن میں ہے:

"اور زمین میں فساد مت پھیلاؤ۔" *(البقرہ: 60)*

یہ آیت زمین کے تحفظ، ماحولیاتی صفائی، اور فطری وسائل کے درست استعمال کا واضح حکم دیتی ہے۔

***10.* خلاصہ و نتیجہ**

اسلام کے نزدیک زمین **اللہ تعالیٰ کی ملکیت** ہے، اور انسان اس کا **عارضی امانت دار** ہے۔

اسلامی نظامِ معیشت میں زمین کا مقصد صرف دولت کا حصول نہیں بلکہ **عدل، توازن، اور فلاحِ عامہ** کا قیام ہے۔

اسلامی حکومت پر لازم ہے کہ:

- زمین کو آباد کرنے کی حوصلہ افزائی کرے۔

- بے زمین اور ضرورت مند افراد کو زمین فراہم کرے۔

- زمین کو استحصال، ذخیرہ اندوزی، اور جاگیرداری سے محفوظ رکھے۔

- اور زمین کے استعمال میں **عدل، شفافیت، اور تقویٰ** کے اصول قائم رکھے۔

یوں اسلامی نقطہ نظر زمین کو نہ صرف **اقتصادی اثاثہ** سمجھتا ہے بلکہ اسے **انسانی خدمت، اجتماعی خوشحالی، اور دینی ذمہ داری** کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔

سوال نمبر *3:* اسلامی معاشیات کے بنیادی اصولوں اور خصوصیات پر سیر حاصل بحث کیجیے۔

اسلامی معاشیات ایک ایسا جامع، منصفانہ اور انسان دوست نظامِ معیشت ہے جو قرآن و سنت کی تعلیمات پر مبنی ہے۔ یہ نظام دنیاوی ضروریات اور اخروی کامیابی کے درمیان توازن قائم کرتا ہے۔ اسلامی معیشت کا مقصد صرف دولت پیدا کرنا نہیں بلکہ اس دولت کی منصفانہ تقسیم، انسانی فلاح و بہبود، اور سماجی انصاف کا قیام ہے۔ اسلام معاشی سرگرمیوں کو عبادت کا درجہ دیتا ہے بشرطیکہ وہ عدل، دیانت، تقویٰ اور حلال ذرائع پر مبنی ہوں۔ ذیل میں اسلامی معاشیات کے بنیادی اصول اور خصوصیات تفصیل سے بیان کیے جاتے ہیں۔

---

1. اسلامی معیشت کا تصور

اسلامی معیشت دراصل **قرآن، سنت، اجماع، اور قیاس** پر مبنی ایک ایسا نظام ہے جو معاشی انصاف، حلال کمائی، اور دولت کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بناتا

ہے۔

اسلامی معیشت کا مقصد یہ ہے کہ:

- انسان حلال ذرائع سے رزق کمائے،
- اپنی ضروریات پوری کرے،
- معاشرے میں دوسروں کے حقوق ادا کرے،
- اور دولت چند ہاتھوں میں مرتکز نہ ہو۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ" (الحشر: 7)

ترجمہ: "تاکہ دولت تمہارے امیروں ہی کے درمیان گردش نہ کرتی رہے۔"

یہ آیت اسلامی معاشیات کے بنیادی فلسفے کو واضح کرتی ہے کہ دولت کا نظام عدل و توازن پر قائم ہونا چاہیے۔

---

2. اسلامی معیشت کے بنیادی اصول

اسلامی معیشت چند اہم اصولوں پر مبنی ہے جو اس کے ڈھانچے کی بنیاد ہیں:

الف) توحید *(Oneness of Allah)*

اسلامی معیشت کا پہلا اصول **توحید** ہے، یعنی اللہ تعالیٰ ہی کائنات کا خالق و مالک ہے۔

تمام دولت، وسائل، اور زمین اللہ کی ملکیت ہیں اور انسان محض امانت دار ہے۔

قرآن میں ارشاد ہے:

"وَآتُوهُم مِّن مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ" (النور: *33*)

ترجمہ: *"*اور انہیں اللہ کے اس مال میں سے دو جو اس نے تمہیں دیا ہے۔*"*

اس اصول سے واضح ہوتا ہے کہ انسان کا حق ملکیت **محدود** اور **ذمہ دارانہ** ہے۔ وہ اپنی دولت کو ذاتی مفاد کے بجائے اجتماعی بھلائی کے لیے استعمال کرنے کا پابند ہے۔

ب) عدل و انصاف *(Justice and Fairness)*

اسلامی معیشت کا دوسرا بنیادی اصول **عدل** ہے۔

اسلام ہر قسم کے استحصال، دھوکہ دہی، سود، اور ناجائز تجارت کو حرام قرار دیتا ہے۔

قرآن میں ارشاد ہے:

"إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ" (النحل: *90*)

ترجمہ: *"*بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔*"*

اسلامی نظام میں دولت کی تقسیم، کاروباری معاملات، اجرت، قیمتوں کا تعین، اور زکوٰۃ سب عدل پر مبنی ہیں۔

عدل کا تقاضا ہے کہ نہ کسی کا استحصال ہو اور نہ کسی کو ظلم کا شکار ہونا پڑے۔

ج) حلال و حرام کی تمیز *(Distinction between Halal and Haram)*

اسلامی معیشت میں کمائی کے ذرائع کو **حلال اور حرام** میں تقسیم کیا گیا ہے۔

- حلال کمائی عبادت ہے،
- اور حرام کمائی گناہ اور فتنہ۔

قرآن مجید میں ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً" (آل عمران: 130)

ترجمہ: "اے ایمان والو! دوگنا چوگنا کر کے سود مت کھاؤ۔"

اسلام حرام ذرائع جیسے:

- **سود (ربا)**
- **جواء (جوا)**
- **رشوت**
- **دھوکہ دہی**
- **ذخیرہ اندوزی**

- **ناجائز تجارت**

سے سختی سے منع کرتا ہے۔

د) زکوٰۃ و صدقات کا نظام *(Wealth Redistribution)*

اسلام میں دولت کی منصفانہ تقسیم کے لیے **زکوٰۃ** اور **صدقہ** کو لازم قرار دیا گیا ہے۔

یہ نظام نہ صرف معاشی توازن برقرار رکھتا ہے بلکہ غریبوں، یتیموں، محتاجوں اور بے سہارا افراد کی مدد بھی کرتا ہے۔

قرآن میں فرمایا گیا:

"خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا" *(التوبہ: 103)*

ترجمہ: "ان کے مالوں سے صدقہ لے جو انہیں پاک اور صاف کر دے۔"

زکوٰۃ ایک سماجی تحفظ *(Social Security)* کا نظام ہے جو طبقاتی فرق کو کم کرتا ہے۔

ہ) سود کی حرمت *(Prohibition of Interest)*

اسلامی معیشت میں **سود *(ربا)*** کو سختی سے حرام قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہ دولت کو امیروں میں محدود کرتا ہے اور استحصال کو جنم دیتا ہے۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ" *(البقرہ: 275)*

اسلامی معاشیات کے مطابق سرمایہ کی بنیاد **محنت اور رسک شیئرنگ** ہے، نہ کہ سود خوری۔

اس اصول سے **اسلامی بینکاری** اور **مضاربہ، مشارکہ** جیسے معاہدات جنم لیتے ہیں۔

و) انفاق فی سبیل اللہ *(Spending in the Way of Allah)*

اسلام فرد کو اپنی دولت میں سے **اللہ کی راہ میں خرچ کرنے** کی ترغیب دیتا ہے۔

قرآن میں ہے:

"وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ" *(البقرہ: 3)*

اسلامی معیشت کا یہ پہلو **اخوت، تعاون، اور سماجی فلاح** کو فروغ دیتا ہے۔

یہ سرمایہ دارانہ خود غرضی کے برعکس ایک **انسان دوست معاشی روح** پیدا کرتا ہے۔

ز) دولت کی گردش *(Circulation of Wealth)*

اسلام دولت کو **چند ہاتھوں میں جمع** کرنے کے بجائے **گردش میں رکھنے** کا حکم دیتا ہے۔

یہ اصول اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ:

- دولت امیروں تک محدود نہ ہو،

- اور معاشرے کے ہر فرد کو اس سے فائدہ پہنچے۔

اسلام میں **ذخیرہ اندوزی، بلیک مارکیٹنگ، اور اجارہ داری** کو حرام قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہ دولت کے توازن کو بگاڑتی ہیں۔

ح) محنت کی عظمت *(Dignity of Labor)*

اسلامی معیشت میں محنت کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

"کسی نے کبھی اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کھانا نہیں کھایا۔"

(بخاری)

اسلام یہ سکھاتا ہے کہ ہر شخص اپنی محنت سے روزی کمائے، کسی کے استحصال کے بغیر۔

اسلامی نظام میں محنت کشوں کے حقوق کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔

ط) دولت کی حدود و ذمہ داریاں *(Rights and Responsibilities of Wealth)*

اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ دولت اللہ کی نعمت ہے لیکن اس کے ساتھ **ذمہ داری** بھی جڑی ہوئی ہے۔

دولت کا غلط استعمال، اسراف، یا فضول خرچی ناجائز ہے۔

قرآن میں ہے:

"إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ" *(الاسراء: 27)*

ترجمہ: *"بے شک فضول خرچ شیطانوں کے بھائی ہیں۔"*

---

3. اسلامی معاشیات کی خصوصیات

اسلامی معیشت کو دنیا کے دیگر معاشی نظاموں (سرمایہ دارانہ، اشتراکی، مخلوط) سے ممتاز کرنے والی چند نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں:

---

1. اعتدال اور توازن *(Balance and Moderation)*

اسلامی معیشت میں **روحانیت اور مادیت، فرد اور معاشرہ، دولت اور اخلاق** سب میں توازن قائم کیا گیا ہے۔

نہ تو یہ **سرمایہ دارانہ لالچ** کو پسند کرتا ہے،

اور نہ ہی **اشتراکی مساوات** کو جو ذاتی ملکیت کو ختم کر دیتی ہے۔

اسلام کہتا ہے:

"وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا"

(القصص: 77)

---

2. اخلاقی بنیاد *(Moral Foundation)*

اسلامی معیشت کی بنیاد **اخلاقی اقدار** پر ہے۔

سود، جھوٹ، دھوکہ، کم تولنا، ذخیرہ اندوزی اور اجارہ داری حرام ہیں۔

اسلامی نظام میں منافع کا مقصد **عدل، دیانت اور فلاح عامہ** کے ساتھ وابستہ ہے۔

---

3. فلاحی نظام *(Welfare Orientation)*

اسلامی معیشت کا مقصد صرف دولت پیدا کرنا نہیں بلکہ **انسانی خوشحالی** ہے۔

زکوٰۃ، صدقات، بیت المال، وقف، خراج، عشر — یہ تمام ادارے اجتماعی فلاح کے ضامن ہیں۔

یہی اصول **اسلامی فلاحی ریاست *(Welfare State)*** کی بنیاد بنتا ہے۔

---

4. انسانی وقار کا احترام *(Respect for Human Dignity)*

اسلامی معیشت انسان کو **محض پیداواری مشین** نہیں سمجھتی بلکہ اسے **اخلاقی و روحانی وجود** مانتی ہے۔

لہٰذا اسلامی نظام میں محنت کشوں کے حقوق، اجرت کا عدل، اور کاروباری مساوات پر زور دیا جاتا ہے۔

5.* سماجی انصاف *(Social Justice)

اسلامی معیشت کا اہم مقصد **معاشرتی توازن** پیدا کرنا ہے۔

اسلام چاہتا ہے کہ:

- کوئی بھوکا نہ رہے،
- کوئی استحصال نہ کرے،
- اور ہر شخص اپنی محنت کے مطابق حصہ پائے۔

اسلامی نظام میں غربت کو ختم کرنے کے لیے زکوٰۃ، صدقات، وقف، اور بیت المال جیسے ادارے قائم کیے گئے۔

---

6. شفاف تجارت *(Transparent Trade)*

اسلام تجارت کو حلال ذریعۂ آمدن قرار دیتا ہے لیکن اس کے لیے **ایمانداری، اعتماد، اور امانت** لازمی قرار دیتا ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

"سچا اور امانت دار تاجر نبیوں، صدیقوں، اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔" *(ترمذی)*

---

7. دولت کا بہاؤ اور انفاق *(Flow of Wealth and Charity)*

اسلام دولت کو گردش میں رکھتا ہے تاکہ وہ معاشرے کے تمام طبقوں تک پہنچے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام میں **زکوٰۃ، خراج، عشر، صدقات، اور قرض حسنہ** کے ذریعے معاشی بہاؤ برقرار رہتا ہے۔

---

4. مغربی نظام ہائے معیشت سے تقابل

الف) سرمایہ دارانہ نظام *(Capitalism)*

- منافع اور ذاتی ملکیت پر زور دیتا ہے۔

- استحصال، طبقاتی تفاوت، اور سودی نظام کو فروغ دیتا ہے۔

- اسلامی معیشت اس کے برعکس **اخلاق، عدل، اور انفاق** پر مبنی ہے۔

ب) اشتراکی نظام *(Socialism)*

- ذاتی ملکیت کو ختم کر دیتا ہے۔

- مساوات تو پیدا کرتا ہے لیکن **انسانی آزادی اور ترغیب** کو سلب کر دیتا ہے۔

- اسلامی نظام **ملکیتِ محدود، عدل، اور انفاق** کا معتدل راستہ اپناتا ہے۔

5. اسلامی معیشت کے ادارے

1. **زکوٰۃ و صدقات کا نظام**

2. **بیت المال *(State Treasury)***

3. **اسلامی بینکاری و مالیات**

4. **وقف اور خراج کا نظام**

5. **عشر و فطرہ کی تقسیم**

یہ ادارے اسلامی معیشت کو **عملی شکل** دیتے ہیں اور غربت میں کمی، دولت کی منصفانہ تقسیم، اور فلاحی ریاست کے قیام میں مددگار ہیں۔

6. نتیجہ

اسلامی معیشت ایک ایسا ہمہ گیر اور منصفانہ نظام ہے جو **روحانیت، اخلاقیات، اور معاشیات** کو یکجا کرتا ہے۔

یہ انسان کو صرف مادی ترقی نہیں بلکہ **اخلاقی و سماجی فلاح** کی طرف بھی رہنمائی کرتا ہے۔

اسلامی معاشیات کے اصول انسان کو یہ سکھاتے ہیں کہ دولت ایک **ذمہ داری** ہے، عبادت کا ذریعہ ہے، اور معاشرتی انصاف کے قیام کا ذریعہ ہے۔

اگر دنیا اسلامی معاشی اصولوں کو اپنائے — جیسے **سود کی ممانعت، زکوٰۃ، عدل، محنت کی عظمت، اور دولت کی منصفانہ تقسیم** — تو نہ صرف غربت اور استحصال کا خاتمہ ممکن ہے بلکہ ایک پرامن، خوشحال، اور منصف معاشرہ قائم کیا جا سکتا ہے۔

سوال نمبر *4:* علمِ معیشت کی مختلف تعریفات اور معنی و مفہوم پر مفصل مضمون لکھیے

تمہید

علمِ معیشت *(Economics)* انسانی زندگی کا ایک بنیادی پہلو ہے۔ یہ وہ علم ہے جو انسان کی ضروریاتِ زندگی کو پورا کرنے کے طریقوں، وسائل کے استعمال، اور دولت کی تقسیم کے اصولوں سے بحث کرتا ہے۔ انسان ایک معاشرتی مخلوق ہے اور اپنی زندگی کی بقا کے لیے مختلف اشیاء و خدمات کی ضرورت رکھتا ہے۔ چونکہ وسائل محدود ہیں اور ضروریات لامحدود، اس

لیے ان وسائل کا صحیح، منصفانہ، اور دانشمندانہ استعمال انتہائی اہمیت رکھتا ہے۔ اسی موضوع پر غور و فکر کا نام علمِ معیشت ہے۔

زمانہ قدیم سے لے کر آج تک معیشت کے مفہوم میں ارتقاء ہوتا رہا ہے۔ مختلف ماہرینِ معاشیات نے اپنے دور کے حالات اور نظریات کے مطابق اس کی الگ الگ تعریفیں پیش کی ہیں۔

---

1. لفظ "معیشت" کا لغوی مفہوم

لفظ "معیشت" عربی مادہ ***"عیش"*** سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں زندگی گزارنا یا زندگی کا نظام۔

اسلامی تناظر میں "معیشت" سے مراد وہ تمام ذرائع اور سرگرمیاں ہیں جن کے ذریعے انسان اپنی زندگی کی ضروریات پوری کرتا ہے۔

اردو میں "معیشت" کا مفہوم **گزر بسر، روزی، یا زندگی کے وسائل** کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

انگریزی میں "*Economics*" کا لفظ یونانی زبان کے دو الفاظ ***"Oikos"*** ***(گھر)*** اور ***"Nomos"*** ***(قانون)*** سے نکلا ہے، جس کے معنی ہیں "گھر کے

نظم و نسق کے اصول”۔

ابتدائی دور میں علمِ معیشت کو صرف گھریلو یا ریاستی مالیات کے نظم و ضبط تک محدود سمجھا جاتا تھا، لیکن بعد میں اس کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا۔

---

2. علمِ معیشت کا تاریخی پس منظر

ابتدائی دور میں معیشت کو **اخلاقیات اور فلسفہ** کا حصہ سمجھا جاتا تھا۔ یونانی فلسفیوں جیسے **افلاطون *(Plato)*** اور **ارسطو *(Aristotle)*** نے معیشت کو معاشرتی نظم اور انصاف کے تناظر میں دیکھا۔

لیکن صنعتی انقلاب کے بعد معیشت ایک الگ **سائنس** کے طور پر ابھری۔ سترھویں اور اٹھارویں صدی میں **مرکنٹلسٹ** اور **فزیوکریٹس** اسکول نے دولت کے ذرائع پر تحقیق کی، اور پھر **ایڈم اسمتھ *(Adam Smith)*** نے *1776ء* میں اپنی مشہور تصنیف ***“Wealth of Nations”*** میں معیشت کو منظم سائنسی بنیادوں پر استوار کیا۔

یوں علمِ معیشت ایک باقاعدہ مضمون بن گیا جس کے مختلف نظریاتی مکتبۂ فکر وجود میں آئے۔

---

3. علمِ معیشت کی مختلف تعریفات

علمِ معیشت کی تعریفات کو مختلف ماہرین نے اپنے نظریات، حالات اور دور کے تقاضوں کے مطابق بیان کیا۔ ان تعریفات کو عمومی طور پر **چار مکاتبِ فکر** میں تقسیم کیا جاتا ہے:

---

(1) دولت پر مبنی تعریف *(Wealth Definition)*

یہ تعریف **ایڈم اسمتھ *(Adam Smith)*** نے اپنی کتاب *"An Inquiry into the Nature and Causes of the Wealth of Nations" (1776)* میں پیش کی۔

اس کے مطابق:

"Economics is the study of the nature and causes of the wealth of nations."

(علمِ معیشت قوموں کی دولت کی نوعیت اور اس کے اسباب کا مطالعہ ہے۔)

مرکزی خیال:

- علمِ معیشت کا موضوع دولت ہے۔
- اس کا مقصد دولت کے پیدا کرنے، تقسیم کرنے اور جمع کرنے کے طریقے تلاش کرنا ہے۔
- انسان کو دولت حاصل کرنے والا "معاشی انسان" *(Economic Man)* سمجھا گیا۔

تنقید:

- اس نظریے نے انسان کو خود غرض اور مادی بنا دیا۔

- اخلاقیات، سماجی انصاف، اور انسانی فلاح کو نظر انداز کیا گیا۔

- اسلامی نقطۂ نظر سے یہ تعریف محدود ہے کیونکہ دولت بذاتِ خود مقصد نہیں بلکہ ایک ذریعہ ہے۔

مثال:

سرمایہ دارانہ نظام میں افراد زیادہ سے زیادہ منافع حاصل کرنے کے لیے کوشاں رہتے ہیں، جو ایڈم اسمتھ کے نظریے سے مطابقت رکھتا ہے۔

---

(2) فلاحِ انسان پر مبنی تعریف (Welfare Definition)

انیسویں صدی کے آخر میں **الفریڈ مارشل (Alfred Marshall)** نے ایڈم اسمتھ کی مادی تعریف کی اصلاح کی۔

اس نے اپنی کتاب *"Principles of Economics" (1890)* میں کہا:

"Economics is a study of mankind in the ordinary business of life. It examines that part of individual and social actions which is most closely connected with the attainment and use of material requisites of well-being."

(معیشت انسانی زندگی کے معمولی معاملات کا مطالعہ ہے، جو مادی آسائشوں کے حصول اور استعمال سے متعلق ہیں۔)

مرکزی نکات:

- معیشت کا تعلق **انسانی فلاح** سے ہے، صرف دولت سے نہیں۔
- یہ انسانی رویوں اور سماجی تعلقات کو بھی مدنظر رکھتی ہے۔
- دولت کو ایک ذریعہ سمجھا گیا ہے، مقصد نہیں۔

تنقید:

- مارشل نے مادی فلاح کو تو شامل کیا لیکن اخلاقی اور روحانی پہلوؤں کو خارج رکھا۔

- فلاح کی کوئی معیاری تعریف نہیں دی گئی۔

- اس تعریف میں روحانی خوشحالی کو جگہ نہیں ملی، جو اسلامی نقطۂ نظر سے اہم ہے۔

---

(3) کمیابی پر مبنی تعریف (Scarcity Definition)

بیسویں صدی کے آغاز میں **لائنل رابنز (Lionel Robbins)** نے 1932ء میں اپنی کتاب *"An Essay on the Nature and Significance of Economic Science"* میں ایک نئی تعریف پیش کی۔

اس نے کہا:

Economics is the science which studies“ human behavior as a relationship between ends and scarce means which have alternative uses”.

(معیشت وہ علم ہے جو انسانی رویے کا مطالعہ ان مقاصد اور محدود وسائل کے درمیان تعلق کے طور پر کرتا ہے جن کے مختلف متبادل استعمال ہوتے ہیں۔)

مرکزی نکات:

- انسانی ضروریات لامحدود ہیں جبکہ وسائل محدود۔
- اس لیے انتخاب *(Choice)* اور ترجیح *(Preference)* اہم ہو جاتے ہیں۔

- یہ تعریف سائنسی بنیاد پر قائم ہے اور مادیات سے زیادہ عقلی پہلو پر زور دیتی ہے۔

تنقید:

- رابنز نے فلاح یا اخلاقی پہلو کو بالکل نظرانداز کر دیا۔

- اس تعریف کے مطابق معیشت صرف "کمیابی کے مسئلے" کا مطالعہ ہے، نہ کہ انسانی فلاح کا۔

- اس نے معیشت کو ایک "قدر سے آزاد علم" *(Value Free Science)* قرار دیا، جو انسانی اقدار سے خالی ہے۔

اسلامی نقطۂ نظر:

اسلام میں وسائل محدود ضرور ہیں مگر انسان کو ان کے درست اور عدل پر مبنی استعمال کا حکم دیا گیا ہے۔

اسلامی معیشت کمیابی کے ساتھ **تقسیمِ انصاف** اور **الٰہی اصولوں** کو بھی شامل کرتی ہے۔

---

(4) ترقی و نمو پر مبنی تعریف *(Growth Definition)*

جدید دور میں **پال سیموئلسن** ***(Paul Samuelson)*** اور دیگر ماہرین نے معیشت کو ترقی اور کارکردگی کے پیمانے پر پرکھا۔

سیموئلسن نے کہا:

> ***"Economics is the study of how men and society choose, with or without the use of money, to employ scarce productive resources to produce various commodities over time and distribute them for consumption now and in the future among various people and groups in society."***

مرکزی نکات:

- معیشت ایک ایسا عمل ہے جو **وقت، پیداوار، تقسیم، اور مستقبل کے منصوبوں** سے متعلق ہے۔

- اس میں وسائل کا استعمال، سرمایہ کاری، اور طویل المدتی ترقی کو شامل کیا گیا۔

- اس تعریف میں کمیابی اور فلاح دونوں پہلو کسی حد تک شامل ہیں۔

تنقید:

- اس تعریف میں بھی اخلاقی اصول اور عدل کا تصور کمزور ہے۔

- یہ مادی ترقی پر زور دیتی ہے مگر انسانی روحانی و اخلاقی ترقی پر نہیں۔

4. اسلامی نقطۂ نظر سے علمِ معیشت کی تعریف

اسلام کے نزدیک معیشت صرف مادی خوشحالی کا نام نہیں بلکہ **انسانی فلاح، عدل، حلال روزی، اور سماجی مساوات** کا مجموعہ ہے۔

اسلامی معیشت میں دولت کا مقصد انسانیت کی خدمت اور اللہ کی رضا ہے۔

اسلامی تعریف:

"اسلامی معیشت وہ علم ہے جو انسان کی مادی اور روحانی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے حلال ذرائع کے استعمال، دولت کی منصفانہ تقسیم، اور اجتماعی فلاح کے اصولوں کا مطالعہ کرتا ہے۔"

اسلامی معیشت کے بنیادی نکات:

1. تمام دولت اللہ کی ملکیت ہے۔

2. انسان امانت دار ہے، مالک مطلق نہیں۔

3. وسائل کا استعمال عدل، قناعت، اور اعتدال کے ساتھ ہونا چاہیے۔

4. حلال کمائی عبادت ہے، حرام کمائی گناہ۔

5. زکوٰۃ، صدقات، اور انفاق کے ذریعے دولت کی گردش قائم رہتی ہے۔

6. سود، جوا، رشوت، اور استحصال کی سخت ممانعت ہے۔

7. مقصد فلاحِ عامہ اور اخوت ہے، نہ کہ محض منافع۔

قرآنی بنیاد:

"كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ" (الحشر: 7)

ترجمہ: "تاکہ دولت تمہارے امیروں ہی کے درمیان گردش نہ کرے۔"

5. علمِ معیشت کی وسعت اور دائرہ کار

علمِ معیشت کی وسعت بہت زیادہ ہے۔ یہ انفرادی، قومی، اور بین الاقوامی سطح پر انسان کی معاشی سرگرمیوں سے بحث کرتا ہے۔

اس کا دائرہ درج ذیل پہلوؤں پر مشتمل ہے:

1. **پیداوار (Production):**

وسائل کا استعمال کر کے اشیاء اور خدمات پیدا کرنا۔

2. **تقسیم (Distribution):**

پیدا شدہ دولت کو محنت، سرمایہ، زمین، اور تنظیم کے درمیان تقسیم کرنا۔

3. **تبادلہ (Exchange):**

منڈی میں اشیاء اور خدمات کی خرید و فروخت۔

4. کھپت (Consumption):

انسانی ضروریات کے لیے اشیاء کا استعمال۔

5. بچت اور سرمایہ کاری (Saving and Investment):

مستقبل کے لیے وسائل جمع کرنا اور ان کو پیداواری سرگرمیوں میں لگانا۔

6. بین الاقوامی معیشت (International Economics):

ممالک کے درمیان تجارت، سرمایہ کاری، اور مالیاتی تعلقات۔

7. فلاحِ عامہ (Public Welfare):

حکومت کی پالیسیوں کے ذریعے عوامی خوشحالی کا فروغ۔

---

6. علمِ معیشت کی اہمیت

علمِ معیشت فرد، معاشرہ، اور ریاست کے لیے بے حد ضروری ہے۔

اس کی اہمیت مندرجہ ذیل نکات سے واضح ہوتی ہے:

1. انسانی ضروریات کی تکمیل:

معیشت انسان کو یہ سمجھنے میں مدد دیتی ہے کہ محدود وسائل کو بہتر طور پر کیسے استعمال کیا جائے۔

2. غربت کا خاتمہ:

منصفانہ تقسیم اور فلاحی پالیسیوں کے ذریعے معاشرتی عدم توازن کو کم کیا جا سکتا ہے۔

3. ترقی و خوشحالی:

پیداواری صلاحیت میں اضافہ اور روزگار کے مواقع پیدا ہوتے ہیں۔

4. منڈی کا استحکام:

معیشت منڈی کے اتار چڑھاؤ، افراط زر، اور کساد بازاری کو سمجھنے

اور قابو میں رکھنے کا ذریعہ ہے۔

5. اسلامی فلاحی نظام:

اسلامی نقطۂ نظر سے علمِ معیشت ایک ایسے فلاحی معاشرے کا قیام ممکن بناتا ہے جہاں عدل، انفاق، اور مساوات قائم ہوں۔

---

7. مختلف مکتبہ ہائے فکر کا تقابلی جائزہ

مکتبہ فکر	بنیادی تصور	مقصد	اخلاقی پہلو
ایڈم اسمتھ	دولت	زیادہ سے زیادہ پیداوار و منافع	غیر موجود
مارشل	فلاحِ انسان	آسائش و بہبود	جزوی

رابنز	کمیابی و انتخاب	وسائل کا مؤثر استعمال	نہیں
سیموئلسن	ترقی و نمو	معاشی کارکردگی	محدود
اسلامی معیشت	عدل و فلاح	حلال کمائی، منصفانہ تقسیم	مکمل طور پر شامل

***8.* نتیجہ**

علمِ معیشت ایک زندہ اور ارتقائی علم ہے جو انسان کی روزمرہ زندگی، وسائل کے استعمال، اور معاشرتی ترقی سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔

ایڈم اسمتھ سے لے کر سیموئلسن تک معیشت کی تعریف میں مادی پہلو غالب رہا، مگر اسلام نے اس میں **اخلاقی، روحانی، اور انسانی فلاح** کے عناصر شامل کر کے اسے کامل اور متوازن بنا دیا۔

اسلامی معیشت میں دولت محض جمع کرنے کا ذریعہ نہیں بلکہ **انسانی خدمت، معاشرتی انصاف، اور رضائے الٰہی** کے حصول کا وسیلہ ہے۔

یوں علمِ معیشت کی مکمل اور جامع تعریف وہی ہو سکتی ہے جو انسان کی **مادی آسائش کے ساتھ روحانی فلاح** کو بھی مقصد بنائے — اور یہی اسلامی نقطۂ نظر ہے جو دنیا کے دیگر نظاموں سے منفرد اور کامل ترین ہے۔

(سوال نمبر 5)

اسلامی شریعت میں کن ذرایع سے کسبِ معاش حرام قرار دیا گیا ہے؟ تفصیل سے جائزہ لیجیے۔

تعارف

اسلامی تعلیمات میں کسبِ معاش کو اعلیٰ مقام حاصل ہے — مسلمان کو حلال روزی کمانے، اپنے اور اپنے گھر والوں کے حقوق پورے کرنے، اور معاشرے میں ذمہ دار شہری بن کر شامل رہنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ تاہم ہر صورتِ معاش حلال و جائز نہیں ہوتی۔ شریعت نے واضح طور پر بعض ذرائعِ آمدن کو حرام قرار دیا ہے کیونکہ وہ فرد، خاندان یا معاشرے کو نقصان پہنچاتے ہیں، عدل و انصاف کے اصولوں کو پامال کرتے ہیں، یا شرعی حدود کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ ذیل میں اُن بنیادی ذرائعِ آمدن کا مفصل جائزہ پیش کیا جا رہا ہے جنہیں شریعت نے حرام قرار دیا ہے، ساتھ قرآن و حدیث کی دلائل، حکمت اور عملی رہنمائی بھی دی جائے گی۔

۱۔ سود (ربا)

- نصوص و حدود: قرآن نے ربا کی سخت ممانعت واضح فرمائی: «الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ...» (بقرہ:275)۔

- مفہوم: ربا وہ اضافی رقم ہے جو قرض کے بدلے مقرر کی جاتی ہے اور وقت گزرنے پر لازماً ادا ہونی چاہیے؛ یوں قرض دینے والا محض پیسے رکھنے سے منافع حاصل کرتا ہے۔

- حکمت: ربا دولت کو گردش سے روک کر امیروں میں مرکوز کرتا، مسائلِ غربت و استحصال پیدا کرتا، اور قرض لینے والوں کو غلام بناتا ہے۔

- جدید پہلو: بینکاری سود، قسطی سود، کریڈٹ کارڈ کے سود، اور کئی پیچیدہ مالیاتی مصنوع *(derivatives)* جن میں سودی عنصر غالب ہو — سب شریعت کے رو سے ممنوع قرار پاتے ہیں۔

- عملی رہنمائی: اسلامی بینکاری، مشارکہ، مضاربہ، مرابحہ وغیرہ جیسی متبادل شریعت موافق مالی آرڈرز اختیار کیے جائیں؛ سودی معاہدے سے باز رہیں اور اگر کسی مادیت میں سود بطور بہتا ہوا پائی جائے تو تلافی/استغفار اور اصلاحِ طریق لازم ہے۔

۲۔ جوئے اور قمار (مَیسر)

- نصوص و حدود: اللہ تعالیٰ نے نشہ آور اور جوا دونوں کو منع فرمایا:

«يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ... وَأَثَامٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ»

(مائدہ:90–91)۔

- مفہوم: مَیسر وہ سرگرمی ہے جس میں کوئی بھی حصہ دارانہ فائدہِ مال بغیر محنت یا پیداواری کوشش کے جیتنے پر منحصر ہو؛ نتیجہ اکثر نقصان و بربادی ہوتا ہے۔

- حکمت: جوئے سے گھریلو بکھراؤ، اقتصادی بحران، ذہنی اذیت اور معاشرتی انتشار پیدا ہوتا ہے۔

- جدید صورتیں: کیسینو، آن لائن گیمنگ، سٹاک میں غیر معقول قیاس آرائیاں جو جوئے کے مساوی ہوں *(speculative bubbles)* — ان سے پرہیز شرعی تقاضا ہے۔

- عملی رہنمائی: تفریح کی صورت میں محتاط رہیں؛ مالی مفاداتی جوئے سے بچیں؛ مالیاتی تعلیم اور متبادل صحت مند مشاغل اپنائیں۔

۳۔ حَرام اشیاء کی خرید و فروخت (شراب، گوشتِ خنزیر، مردوده وغیره)

- نصوص: قرآن میں کھانے پینے کی واضح حدود ہیں: حلال و طیب کے علاوہ بعض چیزیں ممنوع ہیں؛ مثلاً «حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ... وَالْخِنزِيرُ... وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ...» (مائدہ:3)۔ نیز حدیث میں کھول کر بیچنے والی

اشیائے حرام کی ممانعت بھی ملتی ہے۔

- مفہوم: اشیائے نامشروع فروخت کر کے رزق حاصل کرنا ـــ مثلاً شراب کی خریدوفروخت، خنزیر کے گوشت کی تجارت جہاں شریعت ممنوع سمجھے، مردہ یا ناقص خوراک بیچنا ـــ حرام شمار ہوتا ہے۔

- حکمت: روحانی اور جسمانی صحت، اخلاقی پاکیزگی اور معاشرتی نزاکت کے لیے واضح حدود مقرر کی گئی ہیں۔

- جدید پہلو: غیر اخلاقی یا نقصان دہ مصنوعات (مثلاً ممنوعہ منشیات) کی تجارت بالکل ممنوع؛ غذا، دوائی یا طبی آلات جو سائنسی طور پر نقصان دہ ہوں، فروخت میں احتیاط لازم۔

۴۔ **چوری، ڈکیتی، زورزبر، غصب سے حاصل کیا گیا مال**

- نصوص: قرآن نے غصب و ظلم کو سختی سے منع کیا: «وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ» (نساء:29)۔

- مفہوم: جب روزی جلب کرنے کا ذریعہ براہِ راست دوسرے کے حقوق کو پامال کرے — مثلِ چوری، ڈاکہ، جائیداد کا زبردستی قبضہ — وہ حرام اور گناہِ عظیم ہے۔

- حکمت: امن و امان اور معاشرتی اعتماد قائم رکھنے کے لیے اموالِ عوام و افراد کا تحفظ ضروری ہے۔

- عملی رہنمائی: اگر غلطی سے غصب شدہ مال مل جائے تو فوراً مالک کو واپس کریں یا عدالتی/شرعی حکم کے مطابق تلافی کریں؛ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ قانون نافذ کرے اور انصاف فراہم کرے۔

۵۔ فریب و دھوکہ (کذبِ تجارتی، *fraud, misrepresentation*)

- نصوص: حدیث میں تاجر کو ایماندار کہا گیا اور دھوکہ دہی کو مذمت کی گئی: «التاجر الصدوق الأمين مع الأنبياء والصديقين والشهداء» (ترمذی)۔

- مفہوم: نقلی وزن، ملاوٹ، جعلی تصدیقات، جعلی لیبلنگ، من گھڑت معلومات سے بیچنا — سب ناجائز۔

- حکمت: معاشی تعاملات میں اعتماد برقرار رہنا چاہیے؛ دھوکہ معیشت کو تباہ کرتا ہے۔

- جدید مسائل: فیک پراڈکٹس، جعلی سرٹیفکیٹ، آن لائن اسامان فروغ دینے میں غلط دعوے — ان سے بچنا اور ریاستی نگرانی لازمی۔

۶۔ رشوت و بدعنوانی (Rishwat, Corruption)

- نصوص: قرآن میں عدل و امانت پر زور ہے اور حقِ رشوت کا مذموم تاثر موجود ہے۔ روایتوں میں بھی رشوت کی مذمت ہے۔

- مفہوم: رشوت کے ذریعے منصب یا فوائد حاصل کرنا — قابلِ مذمت اور معاشرتی طور پر خطرناک۔

- حکمت: رشوت عدل و انصاف کو مفلوج کرتی ہے، وسائل کی غلط تقسیم کرتی ہے اور معاشی بہبودگی کا سبب بنتی ہے۔

- عملی رہنمائی: رشوت دینا یا لینا دونوں گناہ ہیں؛ شفافیت اور محکمانہ احتساب پر زور دیا جائے۔

۷۔ ممنوعہ یا نقصان دہ مادوں کی تجارت ***(Drugs, Toxic Substances, Hazardous Goods)***

- نصوص و حکمت: براہِ راست نص میں ہر مخصوص جدید مادہ پر حکم نہیں مگر عمومی ضابطہ «لا یضر و لا یضر بَہ» اور «لا تَتَبعوا الحرام» کی روشنی میں وہ اشیاء حرام ہیں جو انسانی جان یا معاشرے کو نقصان پہنچائیں۔

- مفہوم: ممنوعہ منشیات، زہریلے کیمیکلز، جعلی ادویات، ناقص خوراک کی فروخت — حرام شمار ہوں گے۔

- جدید پہلو: انسانی سالمیت کا تحفظ اسلامی شریعت کی اولیت ہے؛ اس لیے منشیات کی پیداوار، اسمگلنگ، اور فروخت سختاً منع ہے۔

۸۔ فحش اور ناجائز جنسی کاروبار (*Prostitution, Pornography, Human Trafficking*)

- نصوص: قرآن و حدیث میں زنا، فحاشی اور بے حیائی کے سخت ردود ملتے ہیں؛ «زنا» کرنے والے کے حدود و عقوبات اور معاشرتی ممانعت

واضح ہیں۔

- مفہوم: جسم فروشی، فحش مواد کی تیاری و ترسیل، اور انسانی اسمگلنگ — یہ سب معاشرتی فتنہ اور اخلاقی بگاڑ کا ذریعہ ہیں۔

- حکمت: عزتِ انسان، خاندان کی حفاظت، اور نسل کی پاکی کے تقاضے۔

- عملی رہنمائی: ایسے کاروبار میں ملوث ہونا شرعی طور پر ممنوع؛ ریاست اور معاشرہ مل کر تحفظ اور مداخلت کریں۔

۹۔ غیر یقینی اور مبہم تجارت (Gharar — Excessive Uncertainty)

- نصوص/اصول: حدیث میں گَروَر (غَرَر) اور بعوضِ غیر معلوم معاہدات منع ہیں۔ اسلام نے تجارتی معاہدات میں بیعِ صاف یعنی واضح شرائط کو

اہم جانا۔

- مفہوم: اگر معاہدہ اس قدر مبہم یا غیر یقینی ہو کہ فریقین کے حقوق و واجبات واضح نہ ہوں — مثلاً مکمل غیر یقینی شرطوں والا معاہدہ، اندھے لاٹری جیسا سودا — وہ جائز نہیں۔

- جدید مثالیں: کچھ پیچیدہ ڈیریویٹو کنٹریکٹس، انتہا درجے کی اشترکاتی شرطیں جن میں فریق حقائق سے محروم — ان میں احتیاط مطلب شرعی جائزہ لازمی۔

۱۰۔ غیر اخلاقی خدمات/مصنوعات (Harmful Services/Immoral Products)

- مفہوم: ایسی خدمات یا مصنوعات جو سماجی اخلاقیات کو بگاڑیں — جیسے بد اخلاقی کو فروغ دینے والی اشیاء، فتنہ انگیز پروڈکشن وغیرہ۔

- حکمت: اسلام معاشرتی صحت اور فلاحِ عامہ کے تحفظ کا حکم دیتا ہے؛ تولید یا فروخت جو نقصان یا فتنہ پیدا کرے ممنوع ہے۔

۱۱۔ ملازمت یا روزگار جو شرعی ممنوعات میں معاونت کرے

- مفہوم: اگر روزگار کا مفاد براہِ راست حرام عمل کا حصہ ہو — مثلاً شراب خانہ کا کاؤنٹر اسٹاف، منشیات کی تقسیم میں معاونت، سودی بینکنگ میں کلیدی سودی فنکشن وغیرہ — تو وہ شغلی حیثیت سے بھی ناجائز مانی جاتی ہے۔

- حکمت: شراکت سے گریز کرنا تاکہ نفس کو گناہ میں ملوث ہونے سے بچایا جا سکے۔

۱۲۔ غیر شرعی رشتہ دارانہ فائدہ/مناسب حق تلفی *(Unjust enrichment, Usurpation of Public Funds*)

- مفہوم: عوامی خزانے کا خردبرد، سرکاری عہدے کا نجی فائدہ، بیگانہ حقوق پر قبضہ — یہ سب ناجائز ذرائعِ آمدن ہیں۔

- حکمت: عوامی حقوق کا تحفظ، بیت المال کی سالمیت اسلامی ریاست کے اصول میں شامل ہے۔

شرعی دلائل کی خلاصہ جاتی فہرست

- قرآن: حرمتِ ربا (بقرہ:275)، حرمتِ مَیسر و خمر (مائدہ:90)، حرمتِ مَیتہ و خنزیر (مائدہ:3)، منعِ اکلِ اموال بالباطل (نساء:29) وغیرہ۔

- احادیث: تاجر کی صداقت کی فضیلت، دھوکہ دہی کی مذمت، «لا ظلم» وغیرہ۔

- اصولِ شریعہ: حفظ النفس، حفظ النسل، حفظ المال، حفظ العقل، حفظ الدین — یہ مقاصدِ شریعت ہیں جو آمدنی کے ذرائع کی شرعی حیثیت کو بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

جدید دور کے مخصوص مسائل اور شریعت کا اطلاق

۱) **بین الاقوامی مالیاتی مصنوعات:** پیچیدہ ڈیریویٹو، فیوچرز، سواپس وغیرہ میں اکثر گَھرَر اور رِبَا یا جوئے کے عناصر ہوتے ہیں؛ فقہِ معاصر کو چاہیے کہ ان کا شریعی جائزہ کرے اور مسلمان کو رہنمائی دے۔

۲) **آن لائن کاروبار و افلیئٹ مارکیٹنگ:** جہاں پروڈکٹ حلال ہو اور شفاف سودا ہو تو جائز؛ مگر اگر پروڈکٹ یا طریقۂ فروخت دھوکہ، اسپام، یا غیر اخلاقی مواد پر مبنی ہو تو حرام۔

۳) **کرپٹو کرنسیز:** فقہی بحث جاری ہے؛ بنیادی اصول یہی ہے کہ اگر کرنسی میں شدید گَھرَر یا جعل موجود ہو، یا اسے جوئے جیسا استعمال کیا جائے تو ممنوع؛ اگر بطور شفاف میڈیم آف ایکسچینج اور اثاثہ ہو تو قابلِ بحث۔

٤) **بین الاقوامی تجارت میں ممنوع اشیاء**: اخلاقی، ماحولیاتی یا انسانی حقوق کی خلاف ورزی سے جڑی مصنوعات (مثلاً بچوں کی مزدوری سے بنی پروڈکٹس) کی تجارت ممنوع سمجھنی چاہیے۔

عملی ہدایات برائے فرد اور ریاست

فردی سطح پر:

1. روزی حاصل کرتے وقت پہلے **شرعی جائزہ** لیں — کیا یہ ذریعہ حلال و جائز ہے؟

2. اگر مشکوک صورتِ حال ہو تو علماء یا مستند فقہی اداروں سے رجوع کریں۔

3. کسی صورت میں رِبّا، جوئے، منشیات، یا ناجائز کاروبار میں حصہ نہ لیں۔

4. غلطی سے حرام مال ملا تو فوراً تدارک کریں (واپسی، صدقہ یا عدالتی حل)۔

5. حلال متبادل تلاش کریں — اسلامی بینکنگ، مشارکہ، حلال مارکیٹنگ وغیرہ۔

ریاستی سطح پر:

1. شرعی و قانونی ضوابط وضع کریں اور نفاذ یقینی بنائیں (مثلاً منشیات روک تھام، فیک پراڈکٹس کی پیکجنگ کنٹرول)۔

2. عوامی آگاہی مہمات چلائیں تاکہ لوگ حلال و حرام کی پہچان کر سکیں۔

3. معاشی نظام میں انصاف اور سماجی تحفظ کے اقدامات کریں تاکہ لوگ ناجائز ذرائع کی طرف مجبور نہ ہوں (ملازمتیں، سوشل سیکیورٹی،

قرض حسنہ پروگرام وغیرہ)۔

4. جدید مالیاتی آلات کا فتوائی جائزہ کرانے کے لیے علمی ادارے قائم کریں اور شفاف رہنمائی جاری کریں۔

استثنائی امور اور فقہی روشنی

کچھ حالتیں ایسی ہیں جن میں فتوٰی میں دلسوزی اور حالات کا لحاظ ضروری ہوتا ہے: قحط یا ضرورتِ مطلقہ *(darurah)* میں بعض چیزوں کے استعمال میں رعایت ممکن ہے، مگر یہ بہت محدود اور وقتی اصول ہے؛ عام قاعدہ یہی ہے کہ ضرورت بھی حرامی ذرائع کی توجیہہ نہیں کرتی جب تک کوئی جوانبِ شرعیہ متعین طریقے سے نہ بتائیں۔

نتیجہ (خلاصہ)

اسلامی شریعت نے آمدن کے ذرائع کے حوالے سے بنیادی رہنما اصول واضح کر دیے ہیں: **جو کچھ انسان، معاشرہ یا دین کو نقصان پہنچائے، وہ روزی کا حلال ذریعہ نہیں ہو سکتا۔** اس کے مطابق ربا، جوئے، حرام اشیاء کی خرید و فروخت، چوری و غصب، دھوکہ و ملاوٹ، رشوت و بدعنوانی، ممنوعہ منشیات، جسم فروشی اور بشمولِ دیگر صورتیں — سب حراماور ممنوع ہیں۔ اسلام نے اقتصادی زندگی کو محض معاشی سرگرمی نہ سمجھا بلکہ اسے اخلاق، عدل اور انسان دوستی کے تناظر میں رکھا ہے۔ اس لیے مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے روزی کے ذرائع کو شریعت کے تقاضوں کے مطابق منتخب کرے، اور ریاستیں اس فہم کو نافذ کرنے کے لیے قانون و نظم و نسق برقرار رکھیں تاکہ معاشرہ سالم، منصف اور خوشحال بنے۔